سید عنصر اظہر
استاد شعبہ اردو،گورنمنٹ شالیمار کالج، لاہور
ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام
صدر شعبہ اردو، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول نگر کیمپس، بہاول نگر

برصغیر میں فارسی کے جرمن شعرا

Syed Ansar Azhar, Associate Professor, Govt. Shalimar College, Lahore.
Dr. Muhammad Rafiq ul Islam, Head of Urdu Department, Islamia University, Bahawalnagar Campus, Bahawalnagar.

German poets of Persian in subcontinent

After the advent of Persian language in subcontinent, the arrival of Iranian poets during the Mughal period, proved to be a puff of cold breeze in the literature of subcontinent. But during the British regime, beside Iranian, most of the European writers and poets also focused upon Urdu and Persian language here in subcontinent, particular their sincere attempts to compose verses in Persian language is an incredible effort on their part. The British, Portages, German, Italian and French poets were particularly worth mentioning in this regard who tried almost all forms of poetry in Persian language and were immensely appreciated and acknowledged because of their unique efforts. Besides giving a brief record of the life sketches of these German poets in subcontinent, in this article, to persuade the literary artists to acknowledge their linguistic and literary contributions which they particularly rendered in the field of Persian poetry.

Key Words: *German Poets, Subcontinent, Mughal Empire, Europeans, Zafaryab Khan, Faraso*

تہذیبوں کے اختلاط نے زبان و ادب پر بھی قابل ذکر اثرات مرتب کئے۔ خود اردو زبان کا جنم بھی اسی اختلاط کا نتیجہ تھا۔ عربوں نے ایران کو فتح کیا تو صرف مذہب اور تہذیب و تمدن پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوئے بلکہ ایران میں عربی زبان اور بعد ازاں فارسی زبان و ادبیات پر عربی کے اثرات کو واضح محسوس کیا گیا: ” دورہ سلجوقیہ کو علم و ادب کی ترقی کے لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ سلجوقی بادشاہ علم و ادب کے بڑے محسن تھے۔ ان کے وزرا بھی علم و ادب کے شیدائی تھے۔ طغرل بیگ کا وزیر عمید الملک الکندی ایک عالم شخص تھا اور فارسی شعرا و ادبا کی بہت حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ الپ

ارسلان اور ملک شاہ کا وزیر نظام الملک طوسی تھا۔ جو بہت بڑا مدبر، سیاستدان اور متبحر عالم تھا، عربی زبان اور عربی ادب کی طرف بہت زیادہ متوجہ تھا"۔[۱]

اسی طرح برصغیر پاک و ہند پر تقریباً ساڑھے چار سو سال برطانوی اقوام نے حکومت کی جنھوں نے یہاں تجارت اور سیاست کے بعد یہاں کے زبان و ادبیات پر بھی انمٹ نقوش مرتب کئے۔ خود فارسی زبان بھی کبھی ہندوستان میں نووارد تھی۔ مگر یہاں کی تہذیب میں رچ بس کر اس نے اپنا خوب رنگ جمایا۔ اردو زبان کی تخلیق میں بھی فارسی کا حصہ سب سے زیادہ رہا۔ محققین کے بقول: " عربی نے جو اثرات فارسی پر مرتب کئے، اکثر تم نے سن لئے۔ اب ذرا دیکھو کہ خود فارسی جب عربی سے رنگین ہو کر ہندوستان میں آئی تو وہ ہندی کے ساتھ کس طرح پیش آئی اور ہندی نے اس پر کیا کیا رنگ چڑھائے۔ اول تو یہی دیکھو کہ یہاں اردو ایک نئی زبان پیدا کر دی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنے سلسلے میں بھی بہت سے ہندی لفظوں کو جگہ دی۔ ہندوستان میں جو مسلمان آئے تو زیادہ ترک قوم کے بادشاہ آئے مگر تعجب ہے کہ تصنیفات ان کی یا عربی میں رہیں یا فارسی میں"۔[۲]

برصغیر میں مغلیہ سلطنت جب روبزوال ہوئی تو مغربی اقوام کا رسوخ بڑھنے لگا۔ تجارت، مذہبی تبلیغ، اور پھر سیاسی اثر ورسوخ بڑھتے بڑھتے جو آگ لینے آئے تھے گھر کے مالک بن بیٹھے۔ سات صدیوں تک اس خطہ مردم خیز پر حکومت کرنے کے بعد معمولی سی مزاحمت کے بعد تاج و تخت برطانوی راج کے حوالے کر دیا گیا۔ اس نووارد تہذیب و تمدن کے اثرات سیاست، تجارت، مذہب کے علاوہ زبان و ادبیات پر بھی مرتب ہوئے۔ پروفیسر عبدالسعید کے مطابق: "برصغیر پاک و ھند کی سرزمین پر مغربی اقوام کا عرصہ قیام و عمل ساڑھے چار سو سال پر محیط ہے۔ ان اقوام نے تجارت و سیاست کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے علوم السنہ کے حصول میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں جن کے نتیجے میں نہ صرف اردو زبان کی تصنیفات کا ذخیرہ وجود میں آیا بلکہ ہندوستان کی تہذیب و معاشرت میں رچ بس جانے والے اہل مغرب میں سے اردو شعرا کا ایک قابل ذکر طبقہ بھی شعری افق پر نمودار ہوا"۔[۳]

اہل یورپ کی فارسی شعر و ادب میں دلچسپی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ شاہنامہ فردوسی کے مختلف یورپی زبانوں میں تراجم، خیامؒ، حافظ شیرازیؒ، مولانا رومؒ، شیخ سعدیؒ، امیر خسروؒ، میرزا غالبؒ اور دیگر بہت سے شعرا کو یورپ میں فکری اور فنی حوالے سے بھرپور پزیرائی ملی۔ جرمن شاعر گوئٹےؒ کا حافظ شیرازی سے بھرپور استفادہ کرنا، خیامؒ و مولانا رومؒ کی فکر سعدیؒ کے اخلاقی افکار سے جہاں تک ممکن ہو سکا استفادہ کیا۔ اہل یورپ نے خصوصاً جرمن شعرا و ادبا نے فارسی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ جیسے کہ: " فلیکس آدلر، کارل اسپیتلر، اسوالد اشپنگلر، والفرام فن اشنباخ، ، ھارتمان وون اوئیہ، مارتین اوپیتز، برتولد اورباخ، پل وان اوستاین، آلفرد یولگار"۔[۴]

اسی طرح جب یوروپین برصغیر میں وارد ہوئے تو جرمنی کے باشندوں نے ہندوستان کی مروجہ زبانیں سیکھیں او ران میں مختلف ادبی حوالوں سے بھرپور حصہ بھی لیا۔ نثر کے ساتھ ساتھ اصناف شعری میں بھی اپنے جوہر منوائے۔ یہ ادبی حصہ ہندی اور اردو کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی ادا کیا گیا جو قابل توجہ بھی ہے اور قابل ذکر بھی۔ ان جرمن شعرا میں

الوئیسس رین ہارڈت ظفریاب خان صاحبؔ اور فرانسس گاؤلیب کوین فراسوؔ کے نام زیادہ معتبر قرار پائے جن کا فارسی کلام محفوظ بھی ہے اور قارئین کی رسائی میں بھی ہے۔

الوئیسس رین ہارڈت ظفریاب خان صاحبؔ جرمن الاصل تھے۔ ان کے والد والٹررین ہارڈت المعروف سمرو ہندوستان آئے تو فرانسیسی فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے۔ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کے مطابق انہوں نے ایک مسلم خاتون ڈومینیکا سے شادی کی جو بعد ازاں عیسائی ہو گئی"۔ (۵) سمرو نے دوسری شادی بھی کی۔ ظفریاب کی سوتیلی ماں کا نام جوناسوئیمبری تھا جو عمدۃ الاراکین زیب النسابیگم تھا مگر یہ بیگم سمرو کے نام سے مشہور ہوئیں۔ ظفریاب کی والدہ کے انتقال کے بعد سمرو بیگم نے ان کی پرورش بڑے نازو نعم سے کی۔ ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ جوان ہونے پر ظفریاب کو سردھنہ کی افواج کا سالار مقرر کر دیا گیا جہاں سے انہیں پچیس ہزار ماہانہ تنخواہ ملتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ:" بیگم سمرو نے ظفریاب خان کی پرورش اسلامی اور مشرقی طرز پر کی۔ بچپن میں ہی انہیں فارسی اور اردو زبان سکھا دی گئی۔ اسی طرح وہ اپنی وضع قطع بھی مسلمانوں جیسی بنائے رکھتے تھے اور عیسائی نام کے بجائے ظفریاب کہلوانا پسند کرتے تھے۔ انہیں سرکاری طور پر مظفر الدولہ اور ممتاز الملک جیسے خطابات سے بھی نوازا گیا"۔ (۶)

رام بابو سکسینہ کے مطابق وہ نہ صرف خود ایک اچھے شاعر تھے بلکہ شعرا کے مربی بھی تھے۔

> " Nawab zafar yab khan , poeticaly surnamed Sahib was both a poet and patron of poets. He has also played a minor role in the history of india of that period". (7)

ظفریاب خان موسیقی، مصوری، خوشنویسی اور شاعری میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ بکثرت مشاعروں میں شریک ہوتے اور خود بھی شعری نشستوں کا اہتمام کرتے۔ شاعری میں وہ خیراتی خان دلسوزؔ سے اصلاح لیتے تھے"۔ (۸) وہ دلی کے ادبی و سیاسی، سماجی اور حکومتی حلقوں میں بہت باوقار اور اچھے تعارف کے حامل تھے۔ رام بابو سکسینہ ان کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> "Zaryab khan married a lady whois reffered as Bahu Begum. He was servived by a daughter Julia Anne, who married colonal George Dyce, of which union the famous Dyce Sombre was born ". (9)

ایک بھرپور سیاسی، سماجی اور ادبی زندگی گزارنے کے بعد جے پور میں ۱۸۲۷ء میں وہ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے"۔ (۱۰)

اردو شاعری میں تو ظفریاب صاحبؔ نے قصیدہ، مثنوی اور غزل میں خوب طبع آزمائی کی۔ مگر فارسی میں ان کی ایک مثنوی" ظفر المظفر" المعروف "فتح نامہ انگریز" ملتی ہے۔ یہ ایک طویل مثنوی ہے جس میں انہوں نے خوب فکری وفنی محاسن کے جوہر دکھائے ہیں۔ رام بابو سکسینہ کے بقول:

"His stock in trade and poetry is the usual conceits, metaphors, and similies which are conventional with the poets of the period. One need not for any sweetness, poignancy and pathos in his ghazals. They are intellectual gymnastics".(11)

ظفریاب کی مشکل پسندی کی وجہ سے ان کا کلام جہاں محاسن ادبی کا مرقع نظر آتا ہے وہیں ان کی فکر پر فن غالب نظر آتا ہے۔ مثنوی ظفر المظفر کے ابتدائی اشعار ملاحظہ ہوں:

باین رزم نامہ چو پرداختم نخستین زمیر ٹھ بیان ساختم
زخیل سیاہان بدکار خوز آقای خود روسیہ رزم جو
نہ بیند کسی زندہ ناموس خود دہر اسان شد از جانِ مایوس خود (۱۲)

ظفریاب صاحبؔ کی مثنوی ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ تاریخی اور معلوماتی حوالے سے بھی اپنے اندر بہت سے جواہر پارے سموئے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر بسٹن کا ذکر کرتے ہوئے وہ اس دور کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور مشکلات کا ذکر کرنا بھی نہیں بھولتے:

حکیم خردمند والا مقام کہ بسٹن ازان ڈاکٹر بود نام
کہ از دست کوتہ زبان دراز ہمی داشت در صاحبان امتیاز
همان ڈاکٹر بسٹن ہوشمند زوست زمانہ کشیدہ گزند (۱۳)

مثنوی کا اختتام بھی اسی قدر زیبائی کے ساتھ کرتے ہیں :

فتح نامہ گفتم بہ لفظِ دری گشادیم بر خویش کسوت زری
شد آرایش نظم این داستان بہ سیر و تماشای خورد و کلاں
درین داستان سفتہ شد گوہری پری پیکر ان راشود زیوری
درین قصہ نظمی بہ چستی گزشت کتاب سخن را درستی گزشت (۱۴)

یہ مثنوی اکسٹھ (۶۱) اشعار پر مشتمل ہے۔ مثنوی میں ایک خاص واقعاتی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ تراکیب، استعارات، تلمیحات و تشابیہہ کا استعمال بھی موثر اور معنی خیز ہے۔ ان کی شعری کا مجموعی تاثر ایک کہنہ مشق شاعر کا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں تمام تر مروجہ شعری تلازمات کا اہتمام کرتے ہیں۔

دوسرے فارسی گو، جرمن شاعر فرانسس گاؤلیب کوئین فراسوؔ ہیں جنھوں نے اردو فارسی میں شعری و نثری تصانیف چھوڑی ہیں۔ فارسی شاعری میں مثنوی، رباعی اور غزل میں طبع آزمائی کی۔ فراسوؔ مارچ ۱۷۷۷ء کو ہندوستان کے شہر شاہجہان آباد میں پیدا ہوئے"۔ ۱۵ ان کے والد بھی بیگم سمرو کے ہاں فوج میں ملازم تھے۔ فراسوؔ کی پرورش بیگم سمرو کی سرپرستی میں ہوئی۔ بعد ازاں انہیں بھی ان کی فوج میں قلع دار کی نوکری دے دی گئی، جلد ہی وہ ترقی کر کے کیپٹن کے منصب تک پہنچ گئے۔ بعد ازاں کچھ عرصہ ظفریاب خان صاحبؔ بھی فراسوؔ کی سرپرستی کرتے رہے۔ فراسوؔ نے مالی طور پر آسودہ زندگی گزاری اور اپنی تمام توجہات شعر و ادب پر مبذول رکھیں۔ شعر و شاعری میں انھیں شاہ نصیرؔ دہلوی سے تلمذ تھا"۔ (۱۶)

رام بابو سکسینہ کے مطابق

> "Farasu consulted Khairati Khan Dilsoz, an fghan who lived in Aligarh and was the pupil in poetry of Shah Naseer. He was a companion of Nawab Zafar yab Khan" (17)

ان کے آثار کی تعداد بھی کثیر بتائی جاتی ہے۔ وہ اردو فارسی دونوں زبانوں پر دسترس کامل رکھتے تھے اور دونوں زبانوں میں آثار چھوڑے۔ ان کے اکثر آثار دست برد زمانہ کی نظر ہوگئے۔ چند ایک میسر ہو سکے۔ پروفیسر عبدالسعید، فراسوؔ کے ادبی مرتبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:" وہ اپنے زمانے کی مقبول ہندوستانی زبانوں اردو اور فارسی پر قدرت کاملہ رکھتے تھے کہ ان دونوں زبانوں میں دس سے زائد غیر مطبوعہ شعری تصانیف یادگار چھوڑ گئے۔ یہ تصانیف قلمی مخطوطوں، نسخوں یا خود نوشت بیاضوں کی صورت میں تھیں لیکن اب چند ایک کے سوا باقی نایاب ہو چکی ہیں "۔ (۱۸) فراسوؔ کے آثار کے بارے میں پیارے لال شاکرؔ میرٹھی کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ لکھتے ہیں:" کئی دیوان ان سے یادگار ہیں لیکن اب عرصہ سے نایاب ہیں۔ انہوں نے کثیر التعداد کتب تصنیف کیں۔ جن میں سے بہت سی تو ہنگامہ غدر میں تلف ہو گئی تھیں اور جو بچ گئی تھیں ان کا زمانے نے نام و نشان مٹا دیا"۔ (۱۹) رام بابو سکسینہ ان کے کمیاب فارسی آثار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> "He also wrote a number of poetic letters to one Algustine (probably Augustine de Sylva, Maftoon of Agra) who appears to be a very great friend and also a poet. There are also Letters in Persian verse addressed to Jan Sahab who probably is John Thomas. In the first Qasida in praise of the Bagum whuch is in Urdu but with Persian verses freely inter spresed, it appears that Farasu was also emplayed by the Raja of Bharatpur.

چاکر ازین پیشہ راجہ بھرت پور بودم از حسب اتفاق گشتم از آنجا جدا"۔ (۲۰)

فراسوؔ کے اردو فارسی شعری دواوین کی تفصیل ڈاکٹر ذوالقرنین احمد نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کوئین فراسو، حیات وخدمات بحوالہ خصوصی قصہ افزا(نسخہ باقر) کے عنوان کے تحت میں مفصل کیا ہے۔

"۱۔ گنبد گیتی نما(دیوان)۔ اس دیوان میں جو قصاید شامل ہیں ان میں اکثر بیگم سمرو کی تعریف میں لکھے ہیں جبکہ باقی ظفر یاب خان کی مدح پر مشتمل ہیں۔

۲۔ مجموعہ قصائد۔ اس مجموعے میں چودہ قصاید شامل ہیں جن میں تین مذہبی ہیں۔ قصائد کے بعد کچھ شخصی قطعات بھی ہیں۔

۳۔ نظم انشایا نسیم دلکشا۔ یہ مجموعہ قریباً پچاس صفحات پر پھیلے ہوئے منظوم مکتوبات پر مشتمل ہے۔ یہ مکتوبات مختلف ادوار میں نواب ظفریاب خان، بیگم سمرو، میجر لوئیس ڈیر ہڈن، جیمس گیرن، جیمس تھامسن، ممولہ جان اور دیگر احباب کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان مکتوبات میں دلچسپی کا عنصر یہ ہے کہ ان میں فراسوؔ کی سوانح کے حوالے سے بھی کچھ معلومات درج ہیں۔

۴۔ دیوان ہجویات۔ اس دیوان میں شرابیوں، پسوؤں، ژالہ باری، بارش، خارش، ایک طوائف، ایک بھٹیاری، ایک رنڈی اور تین لڑکوں کے بارے میں ہجویہ شاعری پیش کی گئی ہے۔

۵۔ قطعات بہ اوزان دوہرہ۔ مجموعہ میں دوہرہ کے اوزان متدارک، مسمی، مقطوع، رمل، مسدس، مقصور وغیرہ میں آٹھ سو فردیات پر مشتمل کلام شامل ہے۔

۶۔ دیوان فارسی۔ اس دیوان میں فارسی رباعیات اور غزلیات شامل ہیں۔

۷۔ دیوان غزلیات۔ یہ دیوان ان غزلوں کا مجموعہ ہے جو فراسوؔ کے زمانے کی مقبول صنف صنعت تجنیس مکرر میں لکھی گئیں۔ ان غزلوں سے فراسوؔ کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے۔

۸۔ قصیدہ مبارکباد فتح قلعہ بھرت پور۔ اس قصیدے میں قلعہ بھرت پور کی فتح کے حوالے سے برطانوی فوج کی شجاعت و بہادری کی تعریف کی گئی ہے۔

۹۔ دیوان ہزلیات۔ اس دیوان میں شامل کلام محض فحش گوئی پر مشتمل ہے۔

۱۰۔ مجموعہ مثنویات۔ اس مجموعے میں کششِ عشق، چراغِ خانہ عشق، گلشن عشق، مطلع انوار، افرطِ نشاط، سرنامہ ایام، اندوہ ربا، آتش سودا، دشتِ عبرا، شمع انوار، عالم شوق، سرمایہ بہار، مجموعہ استہزا، تنبیہہ الغافلین کے عنوان سے مثنویاں شامل ہیں۔ پہلی تیرہ اردو میں ہیں اور آخری ایک فارسی میں ہے۔

۱۱۔ مثنوی ظفر المظفر (فارسی)۔ اس مثنوی میں ہنگامہ غدر کے واقعات بیان کر کے انگریزوں کی جیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۲۔ مثنوی آرام جان۔ اس مثنوی کا ذکر فراسوؔ نے اپنی نثری تصنیف لغات مفصل میں کیا ہے۔

۱۳۔ گلزار ہفت خلا۔ اس منظوم تصنیف کا ذکر بھی لغات مفصل میں ہوا ہے۔

۱۴۔ دواوین اردو۔ (خود نوشتہ قلمی نسخے)

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ذخیرہ کیفی میں فراسوؔ کے اردو دیوان دو خود نوشت نسخے موجود ہیں۔ دونوں نسخوں پر ایک ہی نمبر K.P.F.1.3 لکھا ہوا ہے۔ ان نسخوں کے ہر صفحے پر دو کالم بنے ہوئے ہیں۔ ایک میں نثر تحریر ہے اور دوسرے میں

غزلیات لکھی گئی ہیں۔ دوسرے نسخے میں فراسوؔ نے اپنی غزلیات کو ردیف کے حروف کی ترتیب سے لکھنے کے بجائے قوافی کے حروف کی ترتیب سے لکھا ہے۔ اس نسخے کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ بعض غزلوں سے پہلے ان کے قوافی کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ورق ۴۷ الف پر، انگ، اور نگ، آہنگ، پلنگ، ترنگ، تنگ، بنگ، چنگ، وغیرہ۔ اسی طرح ورق ۱۲۵ پر، اوبل، اوجھل، اوچھل، تل، جل، خلل، مثل وغیرہ درج ہیں۔ مذکورہ دونوں قلمی نسخوں میں غزلیات کے علاوہ نثر کی کچھ تصانیف اور تخلیقات بھی شامل ہیں جن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

کتاب مراۃ حسن و عشق۔ جس میں عاشقانہ مطالب نثر میں ادا کر کے ان کے ہم مضمون اشعار فارسی میں تحریر کئے گئے ہیں۔

گلبن تمنا۔ یہ اردو زبان میں فنِ انشا کی کتاب ہے۔

قصہ عشق افزا۔ اردو زبان میں ماہ طلعت اور ماہ رو، مہر نگار اور محمود شاہ کا قصہ ہے۔

عشرت النسا۔ اس تصنیف میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کی عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کی ہے۔

۱۵۔ شمس الذکا۔ (تذکرہ شعرا) فراسوؔ کی یہ تصنیف مختلف شعرائے اردو کی غزلیات پر مشتمل ہے اسے اس نے ۱۷۹۲ء میں مرتب کیا۔

ڈاکٹر ذوالقرنین کا خیال ہے کہ شمس الذکا کی غزلیں مصرع پر لکھی گئی تھیں اور غالباً یہ ان مشاعروں کا ریکارڈ ہے جو نواب ظفریاب کے گھر منعقد ہوتے تھے"۔ (۲۱)

جبکہ رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں :

> The Kuliyat of Farasu is in lala Siri Rams library. It is a voluminous manuscript but is incorrectly copied and leaves many gaps. The hand writing is also not legible in many places and the words are some times wrongly written ". (22)

فراسوؔ نے تقریباً تمام مروجہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی۔ ان کے فارسی کلام میں قصیدہ، مثنوی، غزل اور رباعی اپنی پوری آب و تاب سے نظر آتی ہے۔

پروفیسر عبدالسعید کے مطابق:

> " فراسوؔ کی شعری تصانیف اور ان میں شامل اصناف سخن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے عہد کی تمام شعری روایات و اصناف سے خوب واقف تھے بلکہ ان پر استادانہ مہارت بھی رکھتے تھے"۔ (۲۳)

فراسوؔ کا فارسی کلام اپنے دور کے شعرا میں ایک نمایاں مقام کا حامل نظر آتا ہے۔ حمدیہ اشعار بھی خوب کہتا ہے۔

نمونہ ملاحظہ ہو:

بر صفحہ حمدت چو روان شد رقم ما حقا کہ یکی شد دو زبان قلم ما

در عالم حیرت چہ سر ورست فراسوؔ چون عمر شرار است وجود عدم ما[۲۴]

فراسوؔ کے فارسی دیوان میں رباعیاں بھی ملتی ہیں جن میں ہندوستانی تہذیب کی جھلک مختلف حوالوں سے نظر آتی ہے۔ ان کی رباعی میں خیامؔ کا فلسفہ بھی نظر آتا ہے اور ابو سعید ابوالخیرؔ کا سا پند و اخلاق اور فکری انداز بھی، زاہد مکار پر طنز بھی ملتا ہے اور صبح و شراب کا ذکر بھی۔ نمونے کی رباعیات ملاحظہ کیجئے:

ای آمدنت قرار و جان دلِ ماست ای شمع رفت زیب دہ محفل ماست

یک تیغ نگاہِ تو تمنا دارد مقتول تغافلست دل بسملِ ما[۲۵]

ہندوستان میں مروجہ اصطلاحات کا شعر میں استعمال فراسوؔ کی شاعری کا خاصہ تھا:

آن دلبر طناز بسنتی پوش است از دیدن او جان و دلم مدہوش است

بر جانِ فراسوؔ تو منہ تقویٰ را آن یار پریزاد اگر مہ نوش است[۲۶]

دنیادار عابد و زاہد پر بھی بہت تیکھا طنز کرتے ہیں :

زاہد کہ بظاہر است عابد دل خواہ از مکر و فریب است بباطن گمراہ

بر فعل بدش چنان چنین باید گفت لاحول ولا قوۃ الا باللہ[۲۷]

فراسوؔ نے غزل کے میدان میں بھی خوب جوہر دکھائے۔ ان کی غزل اردو اور فارسی میں یکساں مقام و مرتبہ کی حامل ہے۔ غزل کی رنگارنگی، واردات حسن و عشق، وصال و فراق کے معاملات اور اس دور کے دیگر مروجہ موضوعات نظر آتے ہیں:

بجان رسید و بجانان نہ شد رسیدنِ دل ہمان چکیدنِ اشک است و ہم طپیدن دل

بہ پوش دیدہ ظاہر نگر بحضرتِ عشق کہ سجدہ ہست در آن جا بسر خمیدن دل

ز جیب فکر سرِ خود برون نمی آرد بدید غنچہ مگر پیرہن دریدن دل

فراسوؔ آہ بہ ہجرِ تو سوز ھا دارد گہی چو شمع بیا بہرِ حال دیدنِ ما[۲۸]

ان کے استعارے بھی روایتی لیکن زیادہ بامعنی و دیدہ زیب ہیں:

نرگس کجاست آنکہ بہ صحن چمن شگفت این چشم عاشق ست کہ در انتظار ہست[۲۹]

اسی طرح فراسوؔ کے ہاں تلمیح بھی روایتی مگر پر اثر اور جامع ہے:

منصور خواند رازِ انا الحق بروی خاک در دل خیال عرشِ معلا چہ حاجت است[۳۰]

اس دور میں غزل میں بے ثباتی دنیا، محبوب کی بے اعتنائی اور حافظؔ و خیامؔ کا فکری تتبع اور فلسفہ نشاط کی تبلیغ ایک عام روش تھی۔ فراسوؔ کے ہاں بھی ان اوصاف کا التزام و اہتمام شعوری طور پر نظر آتا ہے :

از سرِ دنیائے دون یکبار می باید گزشت از امید وعدۂ دیدار می باید گزشت

بر دچون بادِ خزان رنگ طراوت از بہار ہمچو بوی گل ازین گلزار می باید گزشت

گر فراسوؔ رشحہ معنی چکد از شعر تو از بہار ابر گوہر بار می باید گزشت (۳۱)

محبوب کی فتنہ سامانی اور عاشق کی وارفتگی کے مضمون کو غزل کا لازمہ تصور کیا جاتا تھا مگر کثرت استعمال نے اس کی مٹھاس کم کر دی تھی۔ فراسوؔ نے اس موضوع کو ایک نیا اور اچھوتا انداز بخشا:

چشم فتان تو صد فتنہ اگر انگیز د نیست عاشق کہ نظارہ تو پرہیز د (۳۲)

ڈاکٹر ذوالقرنین، فراسوؔ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: " انگلو انڈین شاعری یا یورپین نسل شعرا میں فراسوؔ کوئین ایک غیر معمولی شخصیت کا حامل ہے۔ نیز اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی بھی اردو کا یورپین شاعر اس کی ہمسری کرنے سے قاصر ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس کا کلام مختلف وجوہ اور اس کی لاابالی طبیعت کے باعث زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکا یا یوں کہیئے کہ اس کی لاپرواہی نے اسے پردہ اخفا میں چھپائے رکھا"۔ (۳۳)

فراسوؔ کی شاعرانہ عظمت اور قادر الکلامی پر کوئی دوسری رائے نہیں۔ اس کی شاعری میں مختلف اصناف سخن میں ایک مخصوص شعری مٹھاس اور چاشنی ملتی ہے جو اس کا خاصہ ہے۔ ان کی شاعری سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ فراسوؔ اپنے اشعار میں کس مہارت اور خوبصورتی سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی تراکیب، اصطلاحات، محاورات، بندشیں، مضمون آفرینی، تخیل پردازی، شستہ زبان غرض جس زاویے سے بھی دیکھا جائے ان کا فارسی کلام عمدہ، پختہ اور قابل ستائش نظر آتا ہے۔ انہوں نے بجا طور پر نا صرف فارسی میں شاعری کا حق ادا کیا بلکہ اہم اور قیمتی شعری کلام کا اضافہ کیا۔

دولت آنست کہ او را نرسد بیم زوال عوض گنج مرا خلوتِ جانان باید (۳۴)

یورپی اقوام بالخصوص اہل جرمنی نے اس خطے کے جغرافیائی، سیاسی، علمی اور ادبی ماحول کو ہی متاثر نہیں کیا بلکہ ان کی زبان و بیان اور شعر و ادب کے حوالے سے کی گئی گراں قدر خدمات بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ ان شعرا میں جرمنی کے شعرا کا کردار اور فارسی کلام بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ فکری اور فنی حوالے سے ان کا کلام پختہ اور لائیق ستائش ہے۔ جرمن فارسی گو شعرا کی تعداد کم مگر ادبی مرتبہ کسی صورت اس دور کے دیگر شعرا سے کم نہیں رہا۔

حوالہ جات

۱۔ بدخشانی، مرزا مقبول بیگ، ادب نامہ ایران، نگارشات لاہور، س۔ن، ص ۲۱۶

۲۔ آزاد، محمد حسین، سخن دان فارس، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۳۶۴

۳۔ عبد السعید، برطانوی ہندوستان میں اردو کے مغربی شعرا، مقالہ پی ایچ ڈی، شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۱

۴۔ خزایل دکتر حسن، فرہنگ ادبیات جہان، ج ۳، ۲، ۱، نشر کلبہ تہران، ۱۳۸۴ش، صص ۵۰۰۔۱۱۱۸

5. Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian, Book Trade Lahore, 1943 A.D, P 259

۶۔ عبد السعید، برطانوی ہندوستان میں اردو کے مغربی شعرا، ص ۱۵

7. Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian P 259

۸۔ شیفتہ، نواب مصطفیٰ خان، گلشن بے خار، (اردو ترجمہ)، مرتبہ چوہدری محمد اقبال سلیم، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۲۳

9 . Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian, P 262

۱۰۔ سردار علی محمد، تذکرہ یورپین شعرائے اردو، ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد دکن، ۱۹۴۴ء، ص ۳۷

11. Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian, P 265

۱۲۔ سکسینہ رام بابو، انتخابات (یورپی و ہند یورپی شعرائے اردو و فارسی)، بک ٹریڈرز لاہور، س۔ن، ص ۳۴۹

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۴۹

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۵۲

۱۵۔ عبداللہ ڈاکٹر سید، سخن ورنئے اور پرانے، اشاعت اول، اردو اکیڈمی مغربی پاکستان لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۶۱

۱۶۔ شاکر پیارے لال میرٹھی، جرمن نسل کا ایک اردو شاعر، (مشمولہ) سالنامہ ادبی دنیا لاہور، ۱۹۳۹ء، ص ۳۷

17. Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian, P 270

۱۸۔ عبد السعید، برطانوی ہندوستان میں اردو کے مغربی شعرا، ص ۱۱۷

۱۹۔ شاکر پیارے لال میرٹھی، جرمن نسل کا ایک اردو شاعر، صص ۳۷۔۴۷

20. Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian, P 270

۲۱۔ ذوالقرنین احمد (شاداب احسانی) ڈاکٹر، کوئن فراسو، حیات و خدمات، انجمن ترقی اردو کراچی، ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۵

22. Saksena, Ram Babu, European and Indo European poets of Urdu and Persian, P 272

۲۳۔ عبد السعید، برطانوی ہندوستان میں اردو کے مغربی شعرا، ص ۱۱۹

۲۴۔ سکسینہ رام بابو، انتخابات (یورپی و ہند یورپی شعرائے اردو و فارسی)، بک ٹریڈرز لاہور، س۔ن، ص ۳۲۵

۲۵۔ ایضاً، ص ۳۶۱

۲۶۔ سکسینہ رام بابو، انتخابات (یورپی و ہند یورپی شعرائے اردو و فارسی)، بک ٹریڈرز لاہور، س۔ن، ص ۳۶۱

۲۷۔ ایضاً، ص ۳۶۲

۲۸۔ ایضاً، ص ۳۵۸

۲۹۔ ایضاً، ص ۳۵۴

۳۰۔ ایضاً، ص ۳۵۴

۳۱۔ ایضاً، ص ۳۵۴

۳۲۔ ایضاً، ص ۳۵۷

۳۳۔ ذوالقرنین احمد (شاداب احسانی) ڈاکٹر، کوئن فراسو، حیات و خدمات، ص ۱۱۶

۳۴۔ سکسینہ رام بابو، انتخابات (یورپی و ہند یورپی شعرائے اردو و فارسی)، ص ۳۵۷